اسلامی تعلیم سے امن پیار اور اخوت کی فضا پیدا ہوتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍ستمبر ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہوکر دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ رحمۃ للعالمین میں صرف انسان کا ذکر نہیں کہ آپ انسانوں کے لئے رحمت ہیں بلکہ انسان ہوں یا خدا تعالیٰ کی وہ مخلوق جو انسان نہیں غیر انسان ہے سب کے لئے آپ رحمت کا موجب ہیں اور اسلامی تعلیم شروع سے آخر تک غیر انسان مخلوق کے حقوق بھی بتاتی ہے اور ان کی حفاظت کے سامان بھی پیدا کرتی ہے۔

اس عظیم رحمت کا ایک بڑا حصہ انسان کو ملا اور آپ چونکہ عالمین کے لئے رحمت ہیں اور انسان عالمین ہی کا ایک جزو اور حصہ ہے اس لئے آپ عالمین میں انسان کے لئے بھی رحمت ہیں اور اعلان کیا گیا:-

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:۱۵۹) میں بنی نوع انسان کی طرف اللہ کا رسول مبعوث کیا گیا ہوں اور كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا:۲۹) بن کے آیا ہوں۔

جو انسانوں کے لئے آپ کا عظیم جلوہ ظاہر ہوا اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ ہر انسان کو یہ خوشخبری دی گئی کہ امن اور آشتی اور سلامتی کی فضا تمہارے لئے اسلامی تعلیم پیدا کرے

گی۔ یہ امن کا مذہب سلامتی کا مذہب ہے۔ یہ اعلان کیا گیا کہ تمہیں لڑنے نہیں دیا جائے گا بلکہ اگر تم اسلامی احکام پر کاربند ہو گے تو تمہارے لئے اخوت کی اور پیار کی اور امن کی فضا پیدا کرنے کی یہ تعلیم ہے، اس پر عمل کرنے سے امن کی فضا پیدا ہو جائے گی۔

اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان کے شرف کو قائم کرنے کے لئے عزت کا وہ مقام جو خدا تعالیٰ نوع انسانی کو دینا چاہتا ہے۔ وہ انسان کو دینے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور تمام انسانوں کے لئے یہ امکان پیدا کر دیا کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکھف:۱۱۱) جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معزز اور اشرف المخلوق کے سردار ہیں اسی طرح یہ مخلوق بھی بڑی عزت والی، بڑے احترام رکھنے والی مخلوق ہے۔

اور اس کے لئے ضروری تھا کہ انسان، انسان میں تفریق نہ کی جائے بلکہ سب انسانوں کو مساوات کے ایک بلند مقام پہ لا کھڑا کیا جائے۔ شروع سے لے کر آخر تک قرآن کریم کے احکام پر آپ غور کریں کہیں بھی مومن و کافر میں بحیثیت انسان فرق نہیں کیا گیا۔ اس کے بعض پہلوؤں پر میں بعض خطبوں میں پہلے روشنی ڈال چکا ہوں۔ آج میں نے دو احکام اسلامی لئے ہیں۔ ایک کا تعلق نواہی سے ہے۔ ایک کا تعلق اوامر سے ہے۔ آج میں خیانت اور عدل کے متعلق جو اسلامی تعلیم ہے اس کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۂ انفال میں فرماتا ہے:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الانفال:۲۸) اے مومنو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی آپس کی امانتوں میں خیانت سے کام لو۔ پھر سورۂ نسآء میں فرمایا:-

وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا (النسآء:۱۰۶) پھر سورۂ انفال میں فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ (الانفال:۵۹) وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ بن۔ ان کی طرف داری نہ کر۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اگر تو ان کی طرف سے جھگڑے گا تو تُو بھی انہی میں شامل ہو جائے گا۔

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ (یوسف:۵۳) اور یہ کہ خیانت کرنے والوں

کی تدبیر کو اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں کرتا۔ خیانت کے معنی مفردات راغبؒ میں یہ بیان ہوئے ہیں کہ:۔

” اَلْخِيَانَةُ وَالنِّفَاقُ وَاحِدٌ اِلَّا اَنَّ الْخِيَانَةَ تُقَالُ اِعْتِبَارًا بِالْعَهْدِ وَ الْاَمَانَةِ وَالنِّفَاقُ يُقَالُ اِعْتِبَارًا بِالدِّيْنِ ثُمَّ يَتَدَاخَلَانِ فَالْخِيَانَةُ مُخَالَفَةُ الْحَقِّ بِنَقْضِ الْعَهْدِ فِي السِّرِّ وَ نَقِيْضُ الْخِيَانَةُ الْاَمَانَةُ“ (المفردات: زیر لفظ الخاء)

خیانت اور نفاق ملتے جلتے ہیں اپنے معنی کے لحاظ سے اور عہد توڑنے اور ان میں خیانت کرنے کو خیانت کہا جاتا ہے اور نفاق کا لفظ جو ہے وہ ان کے متعلق بولا جاتا ہے۔ منافق کے معنے ہیں مذہب کے لحاظ سے عقائد کے لحاظ سے اپنے دعویٰ کے لحاظ سے، اپنے اعمال کے لحاظ سے نفاق کی بُو رکھنے والا وہ لکھتے ہیں کہ پھر یہ آپس میں دونوں مل جاتے ہیں خیانت اور نفاق اور خیانت کے معنے ہیں حق اور صداقت کی مخالفت کرنا۔ عہد کو توڑ کے اور چھپ کے اور یہ امانت کے مقابلے میں آتی ہے۔

ان آیات سے جو میں نے ابھی پڑھی ہیں مندرجہ ذیل باتوں کا ہمیں پتا لگتا ہے۔

اوّل یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی خیانت نہ کرو اور خیانت امانت کی ضد ہے جیسا کہ ابھی میں نے بتایا اور امانت کے معنی ہیں مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ امانت کے ایک معنی یہ ہیں۔ سو جب یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی خیانت نہ کرو تو یہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرض عائد کئے ہیں اپنے بندوں پر ان فرائض کو ان ذمہ داریوں کو پورا کرو۔ ان عہدوں کو جو تم سے لئے گئے ہیں، نباہو۔ ان حقوق کو جو قائم کئے گئے ہیں تم قائم کرو اور خدا تعالیٰ کے بندوں میں تفریق نہ کرو۔

اور دوسرے ہمیں یہ فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت سے پیش نہ آؤ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو عہد لیا گیا ہے ہم سے اور جو ہم پر فرض کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو اسوہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے پیش کریں اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارو۔ ہر وہ شخص جو اسوۂ نبویؐ کو چھوڑ دیتا ہے اور ان قدموں کے نشانوں کی پیروی نہیں کرتا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ہیں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ باہمی امانتوں میں خیانت نہ کرو وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ

باہمی امانتوں کے متعلق جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ان کے معنے فرض کے اور عہد کے ہیں اور آپس کے جو حقوق ایک دوسرے کے اللہ تعالیٰ نے قائم کئے وہ بنیادی طور پر اور اصولی لحاظ سے بہت سے ہیں جن میں سے آج میں نے چند ایک مثالیں آپ کو سمجھانے کیلئے منتخب کی ہیں۔

باہمی امانتیں ہیں۔ مال سے تعلق رکھنے والی تو فرمایا کسی کا مال نہ کھاؤ۔ یہ بددیانتی، خیانت اور امانت کے خلاف یہ فعل مختلف شکلوں میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ ایک شخص اپنے مال کا ایک حصہ دوسرے کے پاس بطور امانت کے رکھ دیتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ جب وہ مانگے اسے واپس دے۔ ایک مال کا یہ حق ہے کہ خرید و فروخت کے وقت جتنا پیسہ جتنی رقم کوئی شخص دے اس کے مطابق اس کو سودا دیا جائے اگر ایک کلو کی قیمت دو روپے ہے تو جو دکاندار دو روپے لے لیتا ہے لیکن تولتے وقت وہ ہوشیاری کے ساتھ ایک کلو کی بجائے کسی کو پندرہ چھٹانک دیتا ہے تو یہ مال کے حقوق کو اس نے غصب کیا ہے۔ وہ خیانت کرنے والا بن گیا۔ ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ یتیموں کا مال کھا لیتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس تفصیل میں جا کے بھی بہت سی چیزوں کے متعلق روشنی ڈالی۔ کچھ ہدایتیں ہمیں اصولی طور پر دے دیں کہ ہم اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں ان ہدایات سے روشنی حاصل کر کے صداقت اور حق پر اپنے اعمال کو قائم رکھ سکتے ہیں۔

پھر جان کے حقوق ہیں۔ یہ دوسرا چھوٹا عنوان ہے باہمی امانتوں کے متعلق جان کا ایک حق تو یہ ہے کہ بغیر حق کے کوئی جان نہ لی جائے۔ قرآن کریم نے یہ اعلان کیا ہے اور یہ بڑا زبردست اعلان ہے۔ پھر جان کا ایک حق یہ ہے کہ ایسا فتنہ نہ پیدا کیا جائے کہ کسی جان کو ایذا اور دکھ پہنچے۔ اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:۱۹۲) اور اسلام نے کسی کی جان لینے سے زیادہ اس کو اہمیت دی ہے کہ سولی پہ لٹکائے رکھنا، زندگی اجیرن کر دینا، جان کا حق یہ ہے کہ اس کی پرورش کے لئے جو کچھ اسے چاہیئے وہ اسے دیا جائے۔ ایسی بیسیوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

پھر انسان کی عزت کے حقوق ہیں۔ ہر انسان اشرف المخلوقات کا ایک فرد اور خدا کی نگاہ میں بڑا معزز ہے۔ اپنی پیدائش کے لحاظ سے، اپنی خلق کے لحاظ سے، اپنی طاقتوں اور قوتوں

کے لحاظ سے، رفعت کے حصول کے لئے جو ممکن راہیں اس پر کھولی گئی ہیں ان کے لحاظ سے، خدا تعالیٰ کے پیار کو جس طرح وہ حاصل کر سکتا ہے کوشش کر کے اس کے لحاظ سے اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء:۱۴۰) حقیقی عزت تو وہ ہے جو کوئی شخص اپنے رب کریم کی نگاہ میں رکھتا ہے۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے مادی اور غیر مادی سامان پیدا کئے ہیں جو عزت کے حقوق قائم کرتے ہیں اور وہ سامان ہر انسان کو ملنے چاہئیں۔ حقارت کی نظر نہیں ڈالنی۔ حقارت کا کلمہ نہیں بولنا۔ حقارت کا سلوک نہیں کرنا۔ اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھنا۔ کسی کے خلاف تکبر نہیں کرنا۔

پھر ایک بڑا حق باہمی امانتوں کا جو قائم کیا گیا ہے، وہ اُجرت کے حقوق ہیں۔ ایک شخص اپنا وقت دوسرے کو دیتا ہے اور اس Understanding اس معاہدہ پر اس عہد کے نتیجہ میں کہ وہ اس کے وقت کے بدلے میں اس کو یہ دے گا تو جو بدلہ میں دینا ہے وہ اس کی امانت ہوگئی نا۔ یہ امانتیں پڑی رہتی ہیں بعض دفعہ یا اُجرت کے بعض حصے سال میں ایک یا دو دفعہ مزدور کو بھی اس آج کل کی اقتصادی دنیا میں بونس کی شکل میں ملتے ہیں۔ جب تک ان کو نہیں ملتے وہ بطور امانت کے پڑے ہوئے اس لمیٹڈ کمپنی یا کسی اور سرمایہ کاری کے یونٹ میں۔

پھر اہلیت کے حقوق ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر فرد واحد کو، مرد ہو یا عورت بہت سی اہلیتیں دے کر، استعدادیں عطا کر کے، قوتیں دے کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ ہر شخص کو اس کی اہلیت کے مطابق ملنا چاہیئے۔ یہ اس کی امانت ہے۔ قرآن کریم نے دوسری جگہ کہا ہے کہ جو اہل ہیں اپنی اہلیت کے نتیجہ میں اہل بن گئے وہ، تم ان کی امانت ان کو دو۔

چوتھے یہ فرمایا کہ جو خیانت کرنے والے ہیں ان کی طرفداری نہ کرو۔ اتنا فساد پیدا ہوا ہے دنیا میں خدا تعالیٰ کے اس حکم کو نہ مان کر۔ خیانت کرنے والوں کی پناہ بن کر، ان کے وکیل بن کر، ان کی طرفداری کر کے کہ اس نقصان کا اندازہ بھی انسانی عقل نہیں لگا سکتی اور یہ ظالمانہ کھیل دنیا کے ہر ملک میں ہی کھیلا جا رہا ہے، کسی جگہ تھوڑا کسی جگہ زیادہ۔ اگر انسان اس اصول کو مضبوطی سے پکڑ لے کہ چونکہ خیانت نہیں کرنی اس واسطے خیانت کرنے والے کی طرفداری بھی نہیں کرنی تو دنیا کا معاشرہ ایک کروڑ گنا شاید ارب گنا زیادہ حسین ہو جائے آج کے

معاشرہ سے لیکن حسن تو انسان کے سامنے اسلامی تعلیم میں پیش کیا گیا لیکن اسے قبول کرنے میں وہ ہچکچاہٹ محسوس کر رہے ہیں۔

پانچویں ہمیں یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ خائن کو، خیانت کرنے والے کو اپنے پیار سے محروم کر دیتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا جو خائن کی، خیانت کرنے والے کی طرفداری کرنے والا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے پیار سے، اس کی محبت سے اس کی نعمتوں سے، اس کی طرف سے آسمانوں سے آنے والی عزت سے محروم کر دیا جاتا ہے اور چونکہ خیانت کرنے والے خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم کر دیئے جاتے ہیں، چھٹی بات ہمیں یہ بتائی ان آیات میں کہ جو خیانت کرنے والا ہے وہ اپنی تدبیر اور کوشش میں ناکام ہوتا ہے۔ خیانت کرنے والے جس مقصد کے حصول کے لئے خیانت کرتے ہیں حقیقی طور پر اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مثلاً چور بھی خیانت کرنے والا ہے۔ دوسرے گھر میں گُھستا اور بغیر حق کے ڈاکہ مارتا ہے دوسرے کے مال پر۔ نہ اس کی کوئی عزت، نہ اس کے مال میں کوئی برکت۔ کروڑوں کی چوری کرنے والے بھی فقیروں سے بھی گندے کپڑوں کے اندر پھرتے دیکھے گئے۔ پھر ہر وقت دل کو دھڑکا۔ شاید خدا کے خوف سے وہ دل نہ دھڑکتے ہوں لیکن انسان کے خوف سے تو ضرور دھڑکتے ہیں۔ اندر کی ضمیر ان کو جھنجھوڑتی ہے کہ تم نے کیا کیا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جو حقیقی کامیابی ہے اس میں ایک خیانت کرنے والا کامیاب نہیں ہوسکتا۔ حقیقی کامیابی اسے مل نہیں سکتی اور وہ ناکام ہوتا ہے۔

یہ بہت ساری باتیں میں نے ان آیات میں سے نکال کر آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ کسی ایک حکم میں بھی مومن اور کافر میں بحیثیت انسان فرق نہیں کیا گیا۔ یہ نہیں کہا گیا کہ ایک مومن کو تو یہ حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خیانت نہ کر لیکن کافروں کو ہم کہتے ہیں بے شک خیانت کرو، تمہیں پکڑ کوئی نہیں ہوگی۔ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مومنوں کے لئے اُسوہ ہیں۔ اگر آپ کی بعثت اور رسالت كَآفَّةً لِّلنَّاسِ ہے تو آپ کا مقام اُسوہ ہونے کا بھی بنی نوع انسان کے لئے ہے کسی ایک گروہ کے لئے نہیں۔ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ مسلمان کے مال میں خیانت نہ کر اور غیر مسلم کے مال میں خیانت کرتا رہ، تجھ پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ مومن و کافر کسی کے مال میں بھی خیانت نہیں کرنی۔

جان کے حقوق میں نے بتائے ہیں۔ یہ نہیں کہا گیا کہ مسلمان کی جان نہ لے، غیر مسلم کی بغیر حق کے جان لے لے۔حق تو صرف حکومتوں کو ہے یا قصاص میں اگر وہ اسلامی اصول چل رہا ہو یا یہ نہیں کہا مسلمان کی زندگی دکھوں سے نہ بھر غیر مسلم کو ہر وقت دکھ دیا کر۔ یہ بالکل نہیں کہا بلکہ یہ کہا ہے کہ مسلم ہو یا غیر مسلم جو تمہاری باہمی امانتیں ہیں (قرآن کریم نے ان کی تفصیل دوسری جگہ بیان کی ہے) وہ تمہیں ادا کرنی ہوں گی یہ نہیں دیکھنا ہوگا کہ جس کا یہ حق ہے وہ اللہ پر اس کے رسول پر ایمان لاتا بھی ہے یا نہیں لاتا۔

عزّت کے حقوق ہیں۔ عزّت کے حقوق میں جذبات کا خیال رکھنا بھی آجاتا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ مسلمان کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ یہ کہا کہ شرک ہے تو سب سے بڑا ظلم اور گناہ لیکن ایک مشرک کے جذبات کو بھی ٹھیس نہیں پہنچے گی تیری زبان سے۔

لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الانعام:۱۰۹) یہ نہیں کہا کہ اگر مزدور مسلمان ہے تو اُجرت کے حقوق اسے ادا کر، اگر غیر مسلم ہے تو نہ کر۔ یہ کہا کہ جس سے تو اُجرت لیتا ہے وہ مسلم ہے یا غیر مسلم، مومن ہے یا کافر، موحد ہے یا مشرک، جو بھی اس کا عقیدہ ہے جو بھی اس کے خیالات ہیں، جتنا اس نے کام کیا وہ اس کا حق بنتا ہے وہ امانت ہے تیرے پاس، اس کا حق ادا کر، اس کی اجرت پوری دے اور وقت پر دے۔ یہ نہیں کہا کہ اہلیت کے لحاظ سے جو حقوق قائم ہوتے ہیں وہ مسلمانوں کے ادا کرو اور جہاں تک غیر مسلموں کا تعلق ہے خدا تعالیٰ پر یہ الزام لگاؤ کہ اس نے ان کو وہ اہلیت کیوں عطا کی اور غلطی کی خدا نے اور ہم اس کی اصلاح کرنے لگے ہیں۔ یہ کہا جس کو خدا نے اپنے فضلوں سے، اپنی ربوبیت کے نتیجہ میں، اپنی رحمانیت کے جلووں کے ذریعہ (اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت تو مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں کر رہی) اہلیت پیدا کی ہے تم نے اس اہلیت کے حقوق کو ادا کرنا ہے اور اہل کو ان کی امانتیں دینی ہیں۔ خیانت کرنے والا مسلمان بھی ہوسکتا ہے اور غیر مسلم بھی۔ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ اگر خیانت کرنے والا غیر مسلم ہے تو اس کی طرف داری نہ کر اور اگر مسلمان ہے تو اس کی طرف داری کر۔ یہ کہا ہے کہ خیانت کرنے والا مسلمان ہے یا غیر مسلم ہے اس کی تم نے طرف داری نہیں کرنی۔ خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کیا کہ خیانت کرنے والے کو بھی اپنے

پیار سے محروم کروں گا۔ یہ اعلان نہیں کیا کہ خیانت کرنے والا اگر غیر مسلم ہے تو میں اپنے پیار سے محروم کروں گا اگر مسلمان ہے تو پھر میں اُسے اپنے پیار سے محروم نہیں کروں گا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو خیانت کرنے والا ہے وہ اپنی تدبیر اور کوشش، حقیقی اور سچی کامیابی حاصل نہیں کرے گا۔ یہ نہیں کہا کہ اگر وہ کافر ہے تو حقیقی اور سچی کامیابی حاصل نہیں کرے گا۔ اگر وہ مومن ہے تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ بالکل نہیں بلکہ مومن و کافر ہر دو کو ایک مقام پہ لا کے کھڑا کیا۔ ہر دو کے حقوق قائم کئے۔ ہر دو کی ذمہ داریاں بتائیں اور کوئی فرق نہیں مسلم اور غیر مسلم کا جیسا کہ میں نے بتایا موحّد اور غیر موحّد کا کوئی فرق نہیں کہ جی مشرک ہے اس واسطے اس کے حقوق ہم نے تلف کر لینے ہیں یہ کوئی نہیں، نہ ان کو حق پہنچتا ہے حقوق کے تلف کرنے کا، نہ کسی مسلمان کو حق پہنچتا ہے۔

دوسرا ہے عدل۔ جیسا کہ میں نے بتایا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم كَآفَّةً لِّلنَّاسِ مبعوث ہوئے۔ اس واسطے جہاں بھی ”كُمْ“ کی ضمیر آئی ہے سوائے اس کے کہ وہاں قرینہ ہو کہ اس کو ہم محدود کر دیں وہ سارے انسانوں کی طرف پھرتی ہے سارے قرآن کریم میں۔ سورۂ شوریٰ میں ہے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ (الشوریٰ:۱۶) مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ میں تم سب انسانوں کے درمیان عدل سے فیصلہ کروں اور بنی نوع انسان میں عدل کو قائم کروں۔ تو بَيْنَكُمْ کی ضمیر جیسا کہ میں نے بتایا یہ سب انسانوں کی طرف پھرتی ہے قطع نظر اس کے کہ ان کے عقائد کیا ہیں یا ان کا علاقہ کیا ہے۔

عدل کے معنی کئے گئے ہیں اَلتَّقْسِيْطُ عَلٰى سَوَاءٍ۔ (المفردات فی غریب القرآن زیر لفظ عدل) برابر کا سلوک کرنا۔ یہ مفردات میں ہے۔ وَالْعَدْلُ ضَرْبَانِ دو قسم کا عدل ہے۔ ایک مطلق عدل جس کو ہماری عقل اور ہماری فطرت عدل قرار دیتی ہے اور قرآن کریم اس کے اوپر روشنی ڈالتا ہے اور یہ وہ عدل ہے جس کے حسن کی عقل بھی گواہی دیتی ہے، انسانی فطرت بھی، قرآن کریم کی تعلیم بھی اور وہ تعلیم مستقل نوعیت کی ہے۔ حالات کے ساتھ یہ اجازت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی تبدیلی آئے۔ مثلاً اَلْاِحْسَانُ اِلٰى مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْكَ (المفردات فی غریب القرآن زیر لفظ عدل) جو شخص تم پر احسان کرتا ہے تم بھی اس پر احسان

کرو۔ یہ عدل ہے۔ کسی حالت میں بھی یہ حکم بدلتا نہیں۔

دوسری قسم کا عدل ہے۔ وَ كَفُّ الْاَذِيَّةِ عَمَّنْ كَفَّ اَذَاهُ عَنْكَ (المفردات فی غریب القرآن زیر لفظ عدل) اور جو تمہیں دکھ نہیں پہنچاتا تم بھی اسے دکھ نہ پہنچاؤ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ایک عدل ایسا ہے جس میں شرع نے مناسبِ حال (اعمال صالحہ کہتے ہیں اسے) کام کرو۔

اس میں اس کی شکل بدلتی ہے مثلاً وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ:۴۱) اب جتنا کوئی کسی کو دکھ پہنچائے یا کسی کو نقصان پہنچائے اسی قدر اس کو سزا دینا، یہ حکم ہے، یہ عدل ہے لیکن یہاں قرآن کریم نے ساتھ ہی کہہ دیا۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ تو اس میں عدل سے زیادہ مہربانی کرنے کا ایک راستہ کھول دیا۔ عدل سے کم کا راستہ کوئی نہیں کھولا قرآن کریم نے لیکن عدل سے اوپر اٹھا کے کہا۔

احسان کرو تو عدل کے معنی ہیں هُوَ الْمُسَاوَاةُ فِي الْمُكَافَأَةِ (المفردات فی غریب القرآن زیر لفظ عدل) کسی کے عمل کے مطابق بدلہ دینا۔ وہ عمل اچھا ہو، اچھا بدلہ، بُرا ہو، بُرا بدلہ لیکن اسی کے مطابق۔

تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری وہ ساری تعلیم جو میں تمہاری طرف لے کے آیا ہوں وہ اس لئے ہے کہ تمہارے درمیان عدل قائم کیا جائے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے ''بَيْنَكُمْ'' کی ضمیر بنی نوع انسان کی طرف پھرتی ہے۔ سورۂ مائدہ میں فرمایا:-

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المآئدة:۹) یہ جو ہے کسی قوم کی دشمنی اس سے ظاہر ہوا کہ یہاں جو حکم ہے وہ یہی ہے کہ مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کئے بغیر تم نے عدل کو قائم کرنا ہے کیونکہ مسلمانوں کے متعلق تو یہ فرمایا۔

اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (الِ عمران:۱۰۳) تو مسلمان کی تو آپس کی دشمنی کو قرآن کریم تسلیم ہی نہیں کرتا کہ ایک مسلمان، مسلمان ہوتے ہوئے دوسرے مسلمان سے دشمنی رکھے۔ یہاں ذکر ہے دشمنی کا۔ معلوم ہوا یہاں غیر مسلم کے

متعلق بات ہے۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم عدل و انصاف سے کام لو۔ اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى عدل وانصاف تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ تقویٰ کے معنے ہیں خدا تعالیٰ کی حفاظت میں آجانا۔ تو فرمایا کہ عدل اور انصاف کی راہ کو اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاؤ گے جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم اسلام کے دشمن سے بھی عدل اور انصاف سے کام نہیں لو گے تو تم خدا تعالیٰ کی پناہ سے نکل جاؤ گے۔ اس لئے تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی اس کی پناہ ہی ہمیشہ ڈھونڈتے رہو اور کوئی دشمنی تمہیں کسی ایسے کام کے کرنے پر مجبور نہ کرے کہ جس کے نتیجہ میں تم خدا تعالیٰ کی پناہ سے باہر نکل جاؤ اور خدا تعالیٰ کے دربار سے دھتکارے جاؤ۔

پھر حضور انور نے فرمایا:-

وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى (الانعام:۱۵۳) جب کوئی بات کہو تو خواہ وہ شخص جس کے متعلق بات کی گئی ہے تمہارا قریبی ہی ہو (یعنی تعصب اس کے حق میں بھی آسکتا ہے) تعصب نہ آنے دو۔ عدل وانصاف سے کام لے کے بات کرو اور اگر ایسا کرو گے وَبِعَهۡدِ اللّٰهِ اَوۡفُوۡا (الانعام:۱۵۳) تو خدا نے جو عہد لیا ہے تم سے جو فرائض تم پر عائد کئے ہیں تم ان کو پورا کرنے والے ہو گے۔ اگر ایسا نہیں کرو گے، اگر اپنوں کے لئے حق وانصاف کی بات کو چھوڑ دو گے تو خدا تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کو توڑنے والے ہو گے اس عہد کو نباہنے والے نہیں ہو گے خیانت کرنے والے ہو جاؤ گے۔ پھر اللہ تعالیٰ سورۃ نحل میں فرماتا ہے۔ (جو آیت میں نے لی وہ تو دوسرے مضمون کا حصہ ہے)۔ هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ ۙ وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ (النّحل:۷۷) مفہوم میں نے پہلی آیتوں کا لیا ہے تا کہ اگلا مفہوم واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ دو شخصوں کی حالت بیان کرتا ہے جن میں سے ایک تو گونگا ہے جو کسی بات کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے ملک میں شرافت گونگی ہے۔ آواز نہیں نکلتی شرافت کے حق میں۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دو شخصوں کی حالت بیان کرتا ہے اللہ۔ جن میں سے ایک تو گونگا ہے جو کسی بات کی طاقت نہیں رکھتا اور وہ اپنے مالک پر بے فائدہ بوجھ ہے۔ جدھر بھی اس کا آقا اسے بھیجے، جو ذمہ داری بھی اس کے سپرد کی جائے۔

وہ کوئی بھلائی کما کر نہیں لاتا، ناکام ہوتا ہے اپنے مشن میں، اپنے کام میں۔ ایک تو وہ شخص ہے کیا وہ شخص جس کا اوپر ذکر ہے جو گونگا ہے اور خیر کی طاقت نہیں رکھتا اور ناکام ہوتا ہے وہ شخص اور وہ دوسرا شخص جو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور خود بھی سیدھی راہ پر قائم ہے باہم برابر ہو سکتے ہیں؟ یہاں موازنہ کیا گیا ہے اس شخص کا جو خود بھی عدل کرتا ہے علیٰ صراط مستقیم پر قائم ہے اور اپنے ماحول میں بھی عدل کی تعلیم کو قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ وہ شخص ہے۔ جہاں نفی ہوئی پہلی چیزوں کی۔ اس شخص کے حق میں نفی مثبت میں بدل جائے گی۔ یہ وہ شخص ہے کہ جدھر بھی اس کا آقا اسے بھیجے وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کرتا اور بھلائی کما کر لاتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جو گونگا نہیں جو کسی بات کی طاقت نہ رکھتا ہو اور یہ وہ شخص ہے جو اپنے مالک پر بے فائدہ بوجھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا اس غرض کو پورا کرنے والا ہے یہ شخص اپنی زندگی اور اعمال صالحہ کے نتیجہ میں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بڑی عظیم تعلیم ہے یہ۔ عدل پر قائم رہو۔ عدل و انصاف کی بات کرو۔ حق وانصاف کا کام کرو لیکن شیطان تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے شیطان تمہیں صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔ کس راستے سے وہ آئے گا، وہ ہم بتا دیتے ہیں وہ دروازہ بند کر دو شیطان کے لئے شیطان تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا (النسآء:۱۳۶) خواہشاتِ نفسانی کی پیروی نہ کرو ورنہ تم عدل پر قائم نہیں رہ سکو گے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے پیار کو حاصل کرنے کے لئے عدل پر قائم رہنا ضروری ہے اور عدل پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہے کہ شیطان تمہارے دل اور دماغ اور روح میں کوئی فتنہ اور شیطانی وساوس پیدا نہ کرے، اور یہ فتنہ شیطان پیدا کرتا ہے ہوا و ہوس اور خواہشات نفسانی کے ذریعہ سے۔ تو ہم تمہیں کہتے ہیں شیطان خواہشات نفسانی پیدا کرے گا کیونکہ ہم نے اس کو اجازت دی ہے۔ اس کو کہا بے شک کر، تمہیں کہتے ہیں اس کی بات نہ مانو لَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى۔ تم اگر خواہشاتِ نفسانی کی پیروی نہیں کرو گے تو عدل کے مقام سے کبھی نہیں گرو گے اور اگر عدل کے مقام سے تم نہیں گرو گے تو میرے پیار کو تم حاصل کرو گے۔ تم صراط مستقیم پر ہو گے جس کا پچھلی آیت میں ذکر ہے جو سیدھی میری رضا کی جنتوں کی طرف

لے جانے والی ہے۔ان آیات سے (کچھ تو میں نے ان کے ترجمے کے وقت بتا دی ہیں اس کو دہرا دیتا ہوں) جن باتوں کا پتا لگتا ہے وہ یہ ہیں کہ تمام انسانوں کے درمیان عدل کرنے کا حکم ہے تمام انسانوں کے درمیان۔

دوسرے یہ کہ دشمنی عدل کے خلاف آمادہ نہ کرے۔اس زمانہ میں بدقسمتی سے آپس میں اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ کے باوجود فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا کے باوجود مسلمان مسلمان بھی لڑ پڑتے ہیں لیکن جو اس کے حقیقی مصداق تھے وہ تو ایسا نہیں کرتے تھے۔غیر مسلم کی دشمنیوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ ان کی دشمنیاں بھی، اے میری بات ماننے والو! تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کریں کہ عدل کی جو تعلیم تمہیں دی گئی ہے تم اسے چھوڑ کے خیانت اور بے انصافی کی راہوں کو اختیار کرو۔ ہمارا حکم یہی ہے کہ دشمن سے بھی عدل و انصاف کیا جائے۔

تیسری بات یہ بتائی گئی کہ عدل تقویٰ کے سب سے قریب ہے۔ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى یعنی اگر تم میری پناہ میں آنا چاہتے ہو، اگر تم تقویٰ کی چادر میں اپنے وجود کو لپیٹ کر شیطان کے تمام حملوں سے محفوظ رہنا چاہتے اور میرا پیار حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں عدل کے مقام پر قائم رہنا ہوگا۔

چوتھے یہ بتایا کہ جب تک کوئی شخص عدل کے مقام پر مضبوطی سے قائم نہ رہے وہ یہ خیال دل میں نہ لائے کہ اسے پھر خدا کی پناہ بھی ملے گی اور اس کی مدد اور نصرت بھی حاصل ہوگی۔

پانچویں یہ کہا کہ انصاف کرو اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔

چھٹے یہ بتایا کہ جو عدل نہیں کرتے وہ پھر کسی خیر کی طاقت نہیں رکھتے۔فساد ہی پیدا کرنے والے ہیں۔

ساتویں یہ بتایا کہ جو عدل نہیں کرتے وہ صراط مستقیم پر نہیں۔ بھٹکے ہوئے ہیں۔مقصدِ حیات کو وہ حاصل نہیں کر سکتے۔

آٹھویں یہ بتایا کہ خواہشات نفس کی پیروی عدل و انصاف کی راہ سے دور لے جاتی ہے۔ اس واسطے ہوائے نفس کی پیروی نہیں کرنی اور نویں یہ بتایا (ا) جو اہل ہیں ان کو ان کی امانتیں دو اور (ب) جو فیصلے ہوں ان میں عدل ہو۔ یہ دوسری آیت ہے جو پڑھنے سے رہ گئی ہے۔

تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (النسآء:۵۹) جو اہل ہیں ان کو ان کی امانتیں دو۔ اہلیت خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت سے ثابت ہوتی ہے۔ اہلیت خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں کی نشوونما سے ظاہر ہوتی ہے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ وہ یونیورسٹی میں فرسٹ آتا ہے اور ریکارڈ توڑتا ہے خدا کہتا ہے جو اہل ہے اس کو اس کی امانت دو۔ اس کی Appreciation کرو ایک تو یہ ہے۔ پھر اگر کوئی وظیفہ فرسٹ آنے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو یہ کوشش نہ کرو کہ اس شخص کو نہ ملے بلکہ ہمارے کسی دوست کے بیٹے کو ملے جو فرسٹ نہیں آیا۔ دنیا میں یہ ہوتا رہتا ہے۔ ساری دنیا ہی گند میں ملوث ہوئی ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ نے پھر یہ کہا کہ اہلیت کی بنا پر ہی نہیں بعض ایسے حقوق ہیں۔ دراصل تو ہر حق ہی اہلیت کی بنا پر آتا ہے اور اسی کے ساتھ یہ ہے کہ بعض تو ایسے فیصلے ہیں جن کا تعلق حاکم وقت سے نہیں مثلاً یونیورسٹی نے فیصلہ کرنا ہے۔ بعض کا فیصلہ باہمی پنچائیتوں نے کرنا ہے۔ باہمی گفت وشنید نے کرنا ہے۔ بعض کا فیصلہ باہمی اقوام نے کرنا ہے یہ بہت ساری ایسی اہلیتیں جن کا تعلق حاکم وقت سے نہیں۔ تو پہلے یہ اصول بتا دیا کہ ہر اہلیت جو بھی مطالبہ کرتی ہے وہ امانت ہے اور وہ امانت حق دار کو، جو اہل ہے اسے ملنی چاہیئے اور دوسرے یہ کہا کہ اپنے ملک کے اندر حاکم وقت کا یہ فرض ہے کہ انصاف اور عدل کو ہاتھ سے نہ چھوڑے اور تعصّبات سے بالا ہو کر عدل کے مقام کو مضبوطی سے پکڑ کے اسلامی تعلیم کی روشنی میں وہ حکومت چلائے تا کہ ملک کے اندر خوشحالی پیدا ہو۔

تعصب جو ہے میں بہت دفعہ پہلے بھی سمجھا چکا ہوں آپ کو، یہ صرف جماعتِ احمدیہ کے خلاف ہی تو تعصب نہیں ہمارے ملک میں بے شمار تعصّبات ہیں۔ بڑی تکلیف ہوتی ہے دیکھ کے۔ مثلاً ایک وقت میں ہمارے سامنے آ گئے صوبائی تعصّبات۔ ہمارے سامنے آ گئے زبان کا جو فرق ہے اس کا تعصب پشتو بولنے والا پنجابی بولنے والے کو پسند نہیں کرتا، پنجابی بولنے والا پشتو بولنے والے کو پسند نہیں کرتا وہ اس کے حقوق مارنے کے لئے تیار۔ یہ اس کے حقوق مارنے کے لئے تیار۔ خدا نے کہا اس طرح نہیں کام چلے گا۔

پھر تعصب اپنے نا اہلوں کے حق میں تعصب غیر اہل کے خلاف یہ تعصّب ہے یعنی جو

اہل نہیں، اس کو دے دینا جو اہل ہے اس کو نہ دینا۔ بے شمار شکلیں ہیں تعصّبات کی، بے شمار شکلیں ہیں خدا تعالیٰ کی اس حسین تعلیم کو توڑنے کی جو ہمیں نظر آتی ہیں۔ ہمارا کام تو ہے وعظ کرنا۔ وعظ کر دیتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر ہمارا یہ کام ہے کہ ہم یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نوع انسانی کو اس عظمت سے شناسا کرے جو عظمت خدا تعالیٰ نے ان کے لئے پیدا کی اور جن رفعتوں تک خدا تعالیٰ انسان کو لے جانا چاہتا ہے نوع انسانی اس رفعت کو حاصل کرے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چل کے وہ اس یقین پر پہنچیں کہ واقعی ایسی جنتیں جن کے حسن کی، جن کی لذّت کی، جن کے سرور کی کوئی مثال نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی رضا کی ان جنتوں تک ہمیں لے جانے والے ہیں ہمارا کام ہے دعائیں کریں اور وعظ کریں۔ وعظ بھی ہم کر دیتے ہیں اور دعائیں بھی۔ آپ کو بھی جتنی توفیق ملے بہت دعائیں کریں۔ نوعِ انسانی کے لئے دعائیں کریں پہلا حق تو ان کا ہے نا۔ پہلا حق اس کا ہے جس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب کر کے کہا میں تمہاری طرف مبعوث ہو کر آیا ہوں وہ كَآفَّةً لِّلنَّاسِ۔ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ اے لوگو! میں ساروں کی طرف آیا ہوں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تم سب کی طرف اے انسانو! مبعوث ہو کے آیا ہوں اور اگر ہم اپنی دعاؤں میں سب انسانوں کو بھول جائیں تو پھر ہمارا کیا پیار باقی رہ جائے گا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حقائق کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور مقام کو اور جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے حسن اور اس کے احسان کو اور جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور آپ کے اسوہ کو پہچانتے نہیں، توفیق عطا کرے وہ ان سب کو پہچاننے لگ جائیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے کا ان کے لئے سامان پیدا ہو جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱ راگست ۱۹۸۰ء صفحہ ۱ تا ۶)